بنام

مجاہدینِ پاکستان

○

نذرِ عقیدت

منجانب اراکین انجمن مخلصینِ ادب لاہور

قیمت ۲۵ پیسے

انتساب

بہ

شُہدائے پاکستان

ناشر:۔ ناظمِ اعلیٰ انجمن مخلصینِ ادب لاہور

اللہ اکبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اقوامِ عالم کی تاریخ سے ثابت ہے کہ ہر ملک و قوم کی زندگی میں ایک ایسا خاص وقت ضرور آتا ہے جب قدرت اس کی آزمائش کرتی ہے۔ اور اس آزمائش کا جو نتیجہ ہوتا ہے۔ اس پر اس کی بقا و فنا کا انحصار ہوتا ہے۔ یہ آزمائش کا وقت پاکستان کے آغاز ہی میں آ گیا۔ ۱۸ برس کی مدت تاریخ اقوام میں آغاز ہی کے مترادف ہے۔

قدرت نے پاکستان کا امتحان کیسے حریف کے مقابلہ میں لیا بھارت و ہندوستان جس پر مسلمانوں نے کم و بیش آٹھ سو برس حکومت کی اور اس دبدبہ اور طنطنہ سے کی کہ اس کے مکروہ خدوخال حسن و جمال سے بدل دیے بت پرست ہندوؤں کو سایہ عاطفت میں پناہ دی۔ اور ان کو نیست و نابود کرنے کے بجائے پھولنے پھلنے کی سہولتیں فراہم کیں۔ آج وہی بھارتی ہندو اپنی فطری دناءت اور کم ظرفی کے باعث مسلمانوں کے تمام احسانات کو فراموش کر کے ان کی جان کے دشمن اور خون کے پیاسے ہیں۔

بھارت رقبہ اور آبادی کے لحاظ سے بڑا ملک ہے۔ اور پاکستان چھوٹا ملک ہے۔ لیکن بھارت بت پرستوں کا ملک ہے۔ اور پاکستان خدا پرستوں کا۔ اس کی وجہ سے پاکستان اور بھارت کی آویزش در اصل حق و باطل کی جنگ ہے۔ حق باطل سے کبھی مغلوب نہیں ہوتا ہمیشہ غالب رہتا ہے۔

تمام دنیا نے دیکھا کہ بھارت اپنی تمام جنگی تیاریوں اور بے حساب جنگی

ساز و سامان کے ساتھ دھوکہ اور فریب سے بغیر اعلانِ جنگ کئے پاکستان
پر پوری قوت سے حملہ آور ہوا۔ مگر تمام دنیا نے یہ بھی حیرت و استعجاب سے
دیکھا کہ پاکستان نے اس طاقتور دشمن کو اللہ کے فضل و کرم سے پاؤں تلے روند
ڈالا اور اس کے تمام کس بل نکال دیئے۔ پاکستان کے شیر دل مجاہدوں نے جذبۂ شہادت
سے مست ہو کر شجاعت و جرأت کے وہ محیر العقول کارنامے انجام دیئے۔ جن کی
مثال تاریخ عالم میں کہیں نہیں مل سکتی سوائے تاریخ اسلام کے۔ فالحمد للہ۔

ان غازیان پاک طینت نے جرأت و ہمت۔ بہادری اور اولوالعزمی
کے وہ حیرت انگیز کارنامے انجام دیئے۔ کہ حضرت سیف اللہ خالد بن ولید
طارق بن زیاد اور محمد بن قاسم کے عظیم الشان اور بے مثال کارناموں کی
روایات تازہ ہوگئیں۔ نعرۂ تکبیر "اللہ اکبر" کا ولولہ انگیز اور زلزلہ خیز غلغلہ
جس سے قیصر و کسریٰ کے تخت الٹ گئے تھے اور ان کی سلطنتیں پارہ پارہ
ہوگئی تھیں پھر فضاؤں میں گونجنے لگا۔ اور دلوں کو گرمانے لگا ہے۔

۱۷ دن کی اس مختصر مگر یادگار جنگ نے جو ۶ ستمبر ۱۹۶۵ء کو ۳ بجے شب
سے شروع ہو کر ۲۳ ستمبر ۱۹۶۵ء ۳ بجے شب تک جاری رہی۔ جہاں بھارت
جیسے بدباطن دشمن کی طاقت و قوت کو خاک میں ملا دیا۔ وہاں پاکستان کی
عظمت اور وقار کو بام عروج پر پہنچا دیا۔ اس کا سہرا پاکستان کی بری،
فضائی اور بحری افواج کے تمام مجاہدوں، شہیدوں اور غازیوں کے سر ہے۔
ان مجاہدوں نے جذبۂ حب اسلام، حب وطن اور جوشِ جہاد سے
سرشار ہو کر ملت کی بقاء و تحفظ کے لئے جو محیر العقول کارنامے انجام

دیئے ہیں۔ وہ تاریخ عالم میں زرین حروف سے لکھے جائینگے۔ حق و صداقت کے لئے پاکستان کے جاں نثاروں اور جاں بازوں کی اس مختصر جنگ نے غزوۂ بدر، جنگ یرموک، جنگ قادسیہ۔ جنگ قرطبہ اور جنگ دیبل کی ایمان افروز اور روح پرور یادیں تازہ کر دیں۔ اور تاریخ اسلام میں ایک اور سنہری باب کا اضافہ کر دیا۔ ساتھ ہی دنیا پر یہ ثابت کر دیا۔ کہ۔ ع

ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

دور حاضر میں پاکستانی افواج کی یہ فقید المثال کامیابی اور پاکستانی قوم کی ایسی حیرت انگیز تنظیم اور اتحاد و اتفاق تمام تر اللہ تعالیٰ کا ہی لطف و کرم اور صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں کی ذات گرامی کا طفیل ہے۔ جن کی جنگی صلاحیت، سیاسی تدبر و فیاد ست اور ملک و قوم کی فلاح و بہبود کے لئے شب و روز مسلسل جد و جہد نے پاکستان کو اقوام عالم میں سر بلند و سرفراز کر دیا اور اپنے جذبۂ خلوص و محبت سے تمام قوم کو "کانّھم بنیان مرصوص" کا مصداق بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت دے اور ان کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔

انجمن مخلصین ادب کے اراکین نے پاکستان کے محافظوں اور جاں نثاروں کے کارہائے جلیلہ کے اعتراف اور ان کو خراج تحسین اور ہدیۂ تشکر پیش کرنے کے لئے اپنے قلبی جذبات اور احساسات کا اظہار ان نظموں اور ترانوں میں کیا ہے جو اس مجموعہ میں شامل ہیں۔ انجمن مخلصین

ادب ساڑھے آٹھ سال سے قائم ہے - اور اس کے ماہانہ ادبی جلسے ہر ماہ کے پہلے اتوار کو ۱۰ بجے صبح شبنم لاج - آبکاری روڈ لاہور میں پابندی سے منعقد ہوتے ہیں - جن میں مشہور و معروف ادباء اور نامور صاحب فن شعراء شرکت فرماتے ہیں -

اللہ تعالیٰ پاکستان کے تمام شہداء کو اپنے جوار رحمت میں مقام عطا فرمائے - اور پاکستان کے تمام مجاہدوں اور غازیوں کی نصرت و حفاظت فرمائے - آمین - پاکستان کا ہر باشندہ اپنے صدر اور اپنی افواج قاہرہ پر فخر و ناز کرتا ہے -

صدر ایوب زندہ باد
پاکستان پائندہ باد

منظور احمد عثمانی بی - اے علیگ
سابق سب ایڈیٹر روزنامہ "ہمدرد" دہلی
صدر انجمن مخلصین ادب - لاہور

سونڈ منڈی لاہور
۱۳ - اکتوبر ۱۹۶۵ء

جنگی ترانہ

حضرت نشتر جالندھری مدظلہ

ہماری ارضِ پاک پر عدو اچانک آپڑا
اُسے کسی کے بھاری اسلحہ پہ ناز ہے بڑا
جگا کے سوئے شیر کو ڈھٹائی سے وہ ہے کھڑا
کڑی لگاؤ ضرب اُس کو وقت آ گیا کڑا

مجاہدو! اُٹھو، چلو، بڑھو کہ منزل آ گئی

وطن کے واسطے چلو، کفن بدوش، سر بکف
برائے دینِ حق بڑھو کبھی دشمنوں صف بصف
فنا کے گھاٹ اتار دو حملہ آوروں کو ہر طرف
سنو! سنو! فلک سے آتی ہے صدائے لاتخف

مجاہدو! اُٹھو، چلو، بڑھو کہ منزل آ گئی

فضا میں، بر میں، بحر میں حریف کو پچھاڑ دو
خدا کے دین کا علم صنم کدوں پہ گاڑ دو
قدم مخالفوں کے ہر محاذ پہ اُکھاڑ دو
لگا کے نعرے لا الٰہ کے صفوں کو پھاڑ دو

مجاہدو! اُٹھو، چلو، بڑھو کہ منزل آ گئی

ستمگروں کو، بزدلوں کو رکھ دو توڑ موڑ کر

وہ دیکھو فتح مسکرائی پاؤں چوم چوم کر
شہادت آ رہی ہے بن کے حور گھوم گھوم کر
گلے ملو وطن کے جاں نثارو! جھوم جھوم کر
مجاہدو! اٹھو، چلو، بڑھو کہ منزل آ گئی

دلاورو! علیؓ سا رہنما تمہارے ساتھ ہے
بہادرو! حبیب کبریا تمہارے ساتھ ہے
اٹھو، چلو، سپاہیو! دعا تمہارے ساتھ ہے
قدم بڑھاؤ غازیو! خدا تمہارے ساتھ ہے
مجاہدو! اٹھو، چلو، بڑھو کہ منزل آ گئی

مردِ مجاہد

حضرتِ مولانا مائل نقوی

جانتا ہے کون اسے مردِ مجاہد کے سوا
جنگ میں ہے جو کہ کافر پر جھپٹنے میں مزا

اللہ اللہ یہ تحمل یہ شجاعت یہ شکوہ
یہ حرارت! یہ رگوں میں مچلتا یہ ولولہ

دھوپ ہے تپتی ہوئی رن کی زمیں ہے دور تک
پھول کی سیجوں پہ سوتے ہیں [illegible]

دل میں جوشِ عزمِ حیدر ہے جلالت آشکار
پاسبانِ ملک ابنِ ملتِ خیر الوریٰ

کیسے کوہ و دشت کیا طوفان کیا توپوں کی آگ
مانتا ہی کچھ نہیں اللہ اکبر کے سوا

آ گیا آتے ہی میدان میں امنگوں میں شباب
دیکھ کر اعداء کی کثرت بڑھ گیا اور حوصلہ

قتل کر کے دشمنِ ایماں کو ہے کیا شاد شاد ‏ فیصلہ یعنی حق و باطل میں پورا کر دیا
خونِ باغی سے ہیں رنگیں اسطرح سے اسکے ہاتھ ‏ جیسے کوئی شاہدِ خلد آکے مہندی مل گیا
تیغوں کی جھنکار گولوں کی گرج کے ساتھ ساتھ ‏ آ رہی ہے کان میں آمنا فتحنا کی صدا

بچ گیا تو مردِ غازی کام آیا تو شہید
غالب و منصور ہے از ابتدا تا انتہا

نعرۂ پاکستان

جناب ڈاکٹر قمر میرٹھی صاحب

نکلے ہیں مجاہد میداں میں کہتے ہوئے یا حق یا رحمان
تکبیر کا نعرہ لب پر ہے سینے سے لگائے ہیں قرآن
اللہ کی جانب نظریں ہیں اور دل میں بپا ہے اک طوفان

اب روکنے والا کوئی نہیں دنیا سے یہ کہہ دو یہ اعلان
کشمیر کو حق آزادی دلوا کے رہے گا پاکستان

مشکل کو ہے آساں کر لینا مشکل کو سمجھ لینا آسان
انسان سے کچھ بھی دور نہیں ہر چیز پہ حاوی ہے انسان
کیا دشت و دمن کیا کوہ و کمر کیسے دریا کیسے طوفاں

اس آگ میں جب ہم کود پڑے شعلوں سے بچائیں کیا دامان
کشمیر کو حق آزادی دلوا کے رہے گا پاکستان

اب رنگ فضا کا بدلا ہے بدلیگی ضرور اب دنیا بھی
تقدیر نے پلٹا کھایا ہے، منشا ہے یہ قدرت کا بھی
فطرت نے بھی کروٹ بدلی ہے بدلا ہوا ہے نقشہ بھی
اب اور عزائم ہیں دل میں اب اور نظر میں ہیں ساماں
کشمیر کو حقِ آزادی دلوا کے رہے گا پاکستان

ہم ایک خدا کے بندے ہیں جو خالقِ بزمِ امکاں ہے
امت میں ہیں ان پیغمبر کی جو خاص حبیب یزداں ہے
بس ایک ہمارا کعبہ ہے، بس ایک ہمارا قرآں ہے
اسلام ہمارا مذہب ہے ایمان ہمارا ہے ایمان
کشمیر کو حقِ آزادی دلوا کے رہے گا پاکستان

پابند ہیں اپنے قول کے ہم سر تا بقدم تصویر وفا
جو بات زباں سے کہتے ہیں دیتے ہیں اسے تاثیر وفا
دنیا میں ہمارے دم سے ہے تنویر وفا، توقیر وفا
ہم آن نہ جانے دیں گے اپنی جاتی ہے بلا سے جائے جان
کشمیر کو حقِ آزادی دلوا کے رہے گا پاکستان

پلٹی ہے فضا وقت آیا ہے ہم کیا ہیں زمانہ دیکھے گا
جس ہمت بڑھیں گے میداں میں ایک ایک ٹھکانہ دیکھے گا
سنتا تھا ابھی جو کانوں سے آنکھوں سے فسانہ دیکھے گا
ہم توپ سے بھی ٹکرا جائینگے کیا تیغ و تفنگ اور کیا پیکان

کشمیر کو حق آزادی دلوا کے رہے گا پاکستان

ہم حق کے نشے میں سینہ سپر، باطل کے لئے اک خنجر ہیں
ہر بات میں اک آئینہ ہیں، ہر کام میں ہم اک جوہر ہیں
ہم لوحِ جہاں پر اوّل سے اک حرف نہیں اک دفتر ہیں
ہر حالت میں ہر عالم میں ہے شان ہماری عالی شان
کشمیر کو حق آزادی دلوا کے رہے گا پاکستان

آ جائے ارادوں میں لغزش رک جائیں قدم اب کیا معنی
سہتے رہے جب تک سہہ نہ سکے سہہ جائیں ستم اب کیا معنی
جو حق ہے اپنا غاصب پر وہ چھوڑ دیں اب ہم کیا معنی
اب باندھ لیا ہے سر سے کفن سر کر کے رہیں گے یہ میدان
کشمیر کو حق آزادی دلوا کے رہے گا پاکستان

حق بات پہ اللہ کو ہے، اللہ کرے گا حق کو حق
باطل کا جہاں میں منہ کالا، باطل کا نصیبہ درد و قلق
خونِ شہداء گردوں پہ ابھر آتا ہے شہادت بن کے شفق
ان شاء اللہ پورا ہو گا اب صدر ایوب کا یہ فرمان
کشمیر کو حق آزادی دلوا کے رہے گا پاکستان

معرکۂ ہند و پاکستان

(جناب حکیم مصوّر دہلوی صاحب)

(۱)

ہے ذکر نو جمادی الاوّل کی صبح کا
مصروفِ کاروبار ہر اک فردِ پاک تھا
سرحدِ ارضِ پاک سے ناگاہ غل اُٹھا
ہندوستان فوجِ گراں لے کے آگیا
حیران ہوا ہر ایک کہ کیا ماجرا ہے یہ
اعلانِ جنگ بھی نہیں کیسی دغا ہے یہ

(۲)

تھے بے حساب ٹینک تو لا انتہا سپاہ
جنگل تھے دشمنوں کے، گئی جس طرف نگاہ
یہ زعم تھا کہ بلتی ہے دیکھیں کسے پناہ
لاہور ہوگا آج ہماری قیام گاہ
لشکر تھا خاص و عام کا پیچھے سپاہ کے
ناپاک تھے ارادے ہر اک روسیاہ کے

(۳)

سرحد کے پاسباں جو تھے پہلے سے بے خبر

گھبرائے کچھ ضرور، وہ سنبھلے بہت مگر
پھر دفعتاً ہر ایک نے کس لی وہیں کمر
سب نے سنبھالے مورچے یکبار دوڑ کر
سنتے ہی شورِ شر سرِ میداں سمٹ گئے
دشمن کے سامنے ہی جانباز ڈٹ گئے

(۴)

سرگرمِ کارزار مجاہد ہر ایک تھا
دیوار آہنی تھا کہ پیچھے نہ ہٹ سکا
جب ایک لڑ چکا تو پھرا دوسرا بڑھا
کیا نظم تھا کہ فرق نہ آنے دیا ذرا
دن کٹ گیا تمام اسی روک تھام میں
تھی شام اور صید کو لانا تھا دام میں

(۵)

حملے وہ غازیوں کے وہ یلغار دمبدم
وہ فوج بے شمار، جمعیت یہ کم سے کم
بڑھنے دیا نہ اس پہ بھی دشمن کو اک قدم
آیا جو سامنے اسے بھیجا سوئے عدم
تھا گرم معرکہ کہ کمک اپنی آ گئی،
تھی کم اگرچہ فوج، ہزاروں پہ چھا گئی

(۶)

یہ جنگ جو جواں صفِ دشمن پہ پل گئے
دو ہاتھوں کے دیکھنے کو شیر دل گئے
دل بزدلوں کے ایک ہی حملے میں ہل گئے
تن لاکھ خاک و خوں میں شریروں کے رل گئے
تھا روکنا محال مجاہد کے وار کا
تو نے مقابلہ کیا دس دس ہزار کا

(۷)

ان غازیوں نے جنگ میں جوہر دکھا دیئے
ایسے جیسے غنیم کے چھکے چھڑا دیئے
لشکر کشی کے زعم سب ان کے ڈھلا دیئے
چن چن کے سب جوان ٹھکانے لگا دیئے
تھا ماند شورِ جنگ سے شورِ نشور تک
لاشوں کے ڈھیر لگ گئے دور دور تک

(۸)

رک پا گیا حریف جو اس رزم گاہ میں
بھاگا دکھا کے پیٹھ تلاشِ پناہ میں
عالم یہ بد حواسی کا تھا اس کی سپاہ میں
خود روند ڈالیں اپنی صفیں آپ راہ میں

ایسا ہوا فرار، میدان چھوڑ کر
پیچھے نہ دیکھا خوف سے گردن بھی موڑ کر

(۹)

بیٹھا خموش ہو کے نہ اس پر وہ خیرہ سر
قائم کیا محاذ کیا سیالکوٹ پر
وہ اسلحہ وہ فوج کہ کثرت کہ الحذر
چھ سو سے بڑھ کے ٹینک اٹھائے ہوئے تھے سر
وہ ہمہمہ وہ شور، وہ حملہ غنیم کا
کیا ہو گا معرکہ بھی وہ جنگ عظیم کا

(۱۰)

سوئے حریف بڑھتے ہیں اب غازیوں کے دل
غیظ و غضب دلوں میں تو پیشانیوں پہ بل
نعروں کے شور عرش سے آگے گئے نکل
وہ رن پڑا کہ چرخ فلک بھی گیا دہل
جاں تھی مجاہدوں کی وہ جو ہیں اڑی ہوئی
ڈر کے اجل بھی اُن سے الگ جا کھڑی ہوئی

(۱۱)

شہباز بھی جو اپنے ہیں بیباک و بے جگر
سرگرم کار جنبش رہے وہ بھی سر بسر

گرتے تھے جا کے اعدا پہ ایسے وہ شعلہ ور
ٹھیارے اُن کے جل کے ہوئے ڈھیر خاک پر
پرواز کر سکے نہ وہ لاچار کر دیا
بیڑا ہوائی ہند کا بیکار کر دیا

(۱۲)

تعریف کیا ہو ان کے فن بے مثال کی
دنیا ہے آج معترف اُن کے کمال کی
ہیبت غضب ہے ہر طرف ان کے جلال کی
تائید بھی ہے اُن کو شہر لایزال کی
اب یہ ہوا یقین خدا کارساز ہے
ملت کو آج ان کی شجاعت پہ ناز ہے

میدانِ جنگ سے خطاب

(حضرت فرخ لکھنوی)

آن واحد میں صفیں جو دشمنوں کی توڑ دیں
فوج کے بڑھتے ہوئے سیلاب کا منہ موڑ دیں
دیو پیکر ٹینکوں کی قسمتیں کو پھوڑ دیں
چشم عالم جن کی جراُت دیکھ کر ہوتی ہے دنگ

ایسے دیکھے تھے کبھی جاں بازِ اے میدانِ جنگ!

جب یہ بڑھتے ہیں تو پھر ان کے قدم رکتے نہیں
اِن سرافرازوں کے سر اُٹھ کر کبھی جھکتے نہیں
جنگ کے کانٹے بھی ان کے پاؤں میں چبھتے نہیں
فوج کیا لرزاں ہے ان کے خوف سے توپ و تفنگ
ایسے دیکھے تھے کبھی جاں بازِ اے میدانِ جنگ!

سُن! بتاتا ہوں میں تجھ کو یہ سپاہِ پاک ہے
تذکرہ بھی دشمنوں میں جس کا ہیبت ناک ہے
عزم محکم اس کا ہے بے خوف ہے بے باک ہے
عرصۂ ہستی ہوا ہے کافروں پر جس سے تنگ
ایسے دیکھے تھے کبھی جاں بازِ اے میدانِ جنگ

ان سے ماں کا مان ہے بہنوں کی عزت ان سے ہے
ان سے قومی دبدبہ پرچم کی عظمت ان سے ہے
یعنی ارضِ پاک کی دنیا میں شوکت ان سے ہے
دشمنوں کے سینے پر چھپٹے ہیں یہ مثلِ نہنگ
ایسے دیکھے تھے کبھی جاں بازِ اے میدانِ جنگ!

ندائے کشمیر

جناب ولی وارثی صاحب

چلو کہ منتظر تمہارے سرو و دیودار ہیں
چلو کہ آتشِ الم سے جل رہے چنار ہیں
قدم قدم پہ رو رہے عدو کو آبشار ہیں
چلے بھی آؤ غازیو ندا ہے کب سے آ رہی
سرینگر کی سرزمیں لہو میں ہے نہا رہی

قبائے آبرو ستمزدوں کی تار تار ہے
غم و الم سے وادیوں میں لالہ داغدار ہے
گھٹا بھی دامنِ جبل میں جذب کے اشکبار ہے
مقامِ بیکساں کی روح ہے تمہیں بلا رہی
سرینگر کی سرزمیں لہو میں ہے نہا رہی

مجھے ندا ہے آ رہی سکوتِ کوہسار سے
بھڑک اٹھی ہے آگ وادیوں میں لالہ زار سے
لپٹ لپٹ کے رو رہے ہیں خار بھی بہار سے
یہاں وہاں گھٹا بلا و کرب کی ہے چھا رہی
سرینگر کی سرزمیں لہو میں ہے نہا رہی

پہاڑ دم بخود ہے اب تمہاری راہ دیکھنے

نکل گئے نہیں ان کی سمت مہر و ماہ دیکھئے
کبھی تو تم بھی ان کو اک نظر سے آہ دیکھئے
کہ اب تو آخری گھڑی بھی ہے نکلتی جا رہی
سرینگر کی سرزمیں لہو میں ہے نہا رہی

سن اے غنیم تجھ کو بتائیں کچھ اپنا حال

(از جناب نایاب لکھنوی)

سن اے غنیم! تجھ کو بتائیں کچھ اپنا حال
چلتے نہیں ہیں جنگ میں ہم بزدلانہ چال
اسلاف ہیں ہمارے ہر اک کا تھا یہ خیال
اعلان کرکے جنگ کرو تب ہے کچھ کمال
شب خون ہم کو مارنا آیا نہیں کبھی
سوتے پہ ہاتھ ہم نے اٹھایا نہیں کبھی

کثرت پہ اپنی فوج کی گر تجھ کو ناز ہے
تنہا ہمارا رب زمن کارساز ہے
بعد از خدا علی ہے تو شاہ حجاز ہے
وابستہ آج جس سے ہر اک سرفراز ہے
تو مان یا نہ مان کہ ہم سربلند ہیں

دُنیا تو مانتی ہے کہ ہم فتح مند ہیں

انجام تو نے دیکھ لیا ہم سے جنگ کا
کیا حال ہو گیا تری توپ و تفنگ کا
بس یہ نتیجہ نکلا ہے تیری ترنگ کا
کھا کر شکست راستہ ڈھونڈھا سرنگ کا
خود ساختہ خدا! تری نخوت کہاں گئی
فرعونِ وقت بول رعونت کہاں گئی

تیری طرف تو فوجوں کا ٹھٹا ایک اژدہام
اللہ سے لو لگانا ادھر تھا ہمارا کام
جس کے کرم سے ہم ہوئے یوں آج نیک نام
حملہ ہمارا، موت کا تیری ہوا پیام
توپوں کے گولے ٹھنڈے ہوئے سینے توڑ کر
چلا کے روحیں بھاگ گئیں جسم چھوڑ کر

سوئے ہوئے تو اپنے دُلاروں کو دیکھ جا
گھائل اجل کی تیغ سے پیاروں کو دیکھ جا
کھیلے ہوئے ہمارے شکاروں کو دیکھ جا
تجھ کو قسم ہے موت کے ماروں کو دیکھ جا
گھونٹے نہیں کسی کے پتر سے لڑے ہوئے
دکھتی ہے ان کے خون کا تو ہم ہیں کھڑے ہوئے

ہائے آج تیرا حال یہ او بانئ جفا
ملتا نہیں ہے کوئی تجھے دوست باحیا
میں کیا بتاؤں جانتا تو خود ہے بے وفا
کہتی ہے تجھ کو خلقِ خدا غائبانہ کیا
آئے تجھے حملہ کرنے بڑی آن بان سے
دھو بیٹھے ہاتھ لالہ جی خود اپنی جان سے

مجاہدِ وطن کے نام

(از جناب محمود آفندی)

دل و نگاہ کا تجھ سے پیام کہتا ہوں — بصد خلوص و بصد احترام کہتا ہوں
ہر ایک دل میں ہے تیرا مقام کہتا ہوں — ہر اک زباں پہ ہے تیرا ہی نام کہتا ہوں
خدا کی تجھ پہ ہو رحمت مدام کہتا ہوں
تجھے وطن کے مجاہد سلام کہتا ہوں

بتا دیا ہے زمانے کو تو نے جانِ وطن — کہ ایسے ہوتے ہیں دنیا میں پاسبانِ وطن
بلند تیرے ہی دم سے ہے نشانِ وطن — ترے ہی عزم سے قائم ہے آج شانِ وطن
میں تجھ کو محسنِ ہر خاص و عام کہتا ہوں
تجھے وطن کے مجاہد سلام کہتا ہوں

کبھی تو واگہہ پہ سرگرمِ کارزار رہا — کبھی تو ہند میں دشمن پہ شعلہ بار رہا

دو آتشہ بھی بحر لہو رنگ تیرا وار ہوا تو ہر محاذ پہ نصرت سے ہمکنار ہوا

سلامتی تو تری صبح و شام کہتا ہوں
تجھے وطن کے مجاہد سلام کہتا ہوں

قدم بڑھا کے لگاؤ دشمنوں پہ ضرب عظیم کہ اپنی جان بچاتے پھریں ادھر وہ غنیم
ہوا کرے جو زیادہ ہے تجھ سے فوج عظیم ہے تیری پشت پناہی پہ تیرا رب کریم

تری مدد پہ ہیں خیر الانام کہتا ہوں
تجھے وطن کے مجاہد سلام کہتا ہوں

یہ معجزے ہیں جہاد و یقین کامل کے کہ ہر محاذ پہ رخ پھیرے ہیں باطل کے
پہنچ چکا ہے سفینہ قریب ساحل کے نشان صاف نظر آ رہے ہیں منزل کے

بس اب ہے فاصلۂ چند گام کہتا ہوں
تجھے وطن کے مجاہد سلام کہتا ہوں

چلا ہے تیشۂ محمود پھر سرا تیسے لرز اٹھے ہیں ترے نام سے صنم خانے
مرے دلیر مجاہد وطن کے پروانے! رہیں گے تا بہ ابد یاد تیرے افسانے

ملے گی تجھ کو حیات دوام کہتا ہوں
تجھے وطن کے مجاہد سلام کہتا ہوں

دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی تر است

(نواب علاء الدین احمد خاں صاحب ساحر دہلوی)

کیا کیا کریں کسی کی شکایت کسی سے ہم
مشکل کو سہل لیتے ہیں خود ہی خوشی سے ہم

دھوکے ہمیں پسند ہیں اور سادگی ہمیں
منسوب دشمنی سے تو اور دوستی سے ہم

مسلم ہیں یعنی حق کا تحفظ ہے اپنا فرض
دیتے ہیں جان آن پر آمادگی سے ہم

یہ سر عدو کے سامنے جھکنے نہ پائے گا
بے بس کبھی نہ ہوں گے سر خودسری سے ہم

کیا ڈر رہا ہے عنصری طاقت کی دھمکیاں
واقف ہیں اے یزید تری بزدلی سے ہم

بزم الفنون ہو کہ ہو میدان کارزار
ہیں بہرہ ور مذاق کی سنجیدگی سے ہم

اب ہے مآل جوش شہادت یہ فیصلہ
کرتے ہیں نذر جان کشادہ دلی سے ہم

دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی تر است
منسوب دل ہے تجھ سے اتنی یاوری سے ہم

تکبیر کی صدا پہ خدایا بڑھیں قدم
منزل کو جا لیں جو تری رہبری سے ہم
نازاں ہے متاعِ وسعتِ ایماں سے مالا مال
پہنچے ہیں جو بہر ہائے بقاء خوش دلی سے ہم
ساحر اگر ہو فضلِ خدا منسلک بہ حال
محفوظ ہوتے جائیں گے لاچارگی سے ہم

نعرۂ جہاد

جناب ریاض خاور صاحب

یہ وقت ہے جہاد کا جہاد کر جہاد کر
نثار جان و مال کر وطن کی ارضِ پاک پر
مجاہدوں کی شان یہ ہے مصطفیٰ زبان ہیں
رہو گے کامیاب تم ہر ایک امتحان میں
تجھے جنابِ خدا ملا ہے مژدۂ ظفر
یہ وقت ہے جہاد کا جہاد کر جہاد کر
علم اٹھا حسینؑ کا علیؑ کے نورِ عین کا
اثر ہے یہ کہ جو تو نوشتہ ہے حسینؑ کا
تری جبیں پہ لے رہی ہے کروٹیں نئی سحر

یہ وقت ہے جہاد کا، جہاد کر جہاد کر
قدم بڑھا، قدم بڑھا، جہاد کا بگل بجا
بھگا دے فوجِ کفر کو، مٹا دے نامِ اشقیا
تو برق بن کے گر عدو کے خرمنِ حیات پر
یہ وقت ہے جہاد کا، جہاد کر جہاد کر
جو مر گیا شہید ہے جو بچ گیا تو عید ہے
کہ تیزیِ تیغِ آبدار خلد کی کلید ہے
اٹھ اور خارزارِ جدّ و مرگ سے گزر
یہ وقت ہے جہاد کا، جہاد کر جہاد کر

ہندوستان کی کہانی ہندوستان کی زبانی

جناب آغا محمد زمان خان غزنوی

بھارت کا اتنا ہی کہیں کیا کسی سے ہم
تو منہ چھپائے پھرتے ہیں شرمندگی سے ہم
اک وقت تھا شراب کی قربانیوں کی رسم
رائج تھی محو اس میں تھے دل بستگی سے ہم
اپنا رہے وہ عذر ہے کہنے کو اب شعار
بنتے نہیں راج نیتی میں لامذہبی سے ہم

جیّا دیش پہ اپنی مگر ہم کو ناز ہے
کم گنتی والی قوموں سے الجھے انہی سے ہم
جاتی کے اپنے بٹ گئے ہوتے الگ چار ورن
بنتے لگے وہ جوش کے کام آدمی سے ہم
گویا برہمن اترے بڑے دیوتا سروپ
کھیلے اس اونچ نیچ میں کیا زندگی سے ہم
چنڈال جان بڑی وہ شودر سے چھوت چھات
ڈرتے رہے ہمیشہ اس اگنی دبی سے ہم
لڑنے کو سر کٹانے کو ٹھہرے کشتری
زر دار و ویش اور گدا لیے زری سے ہم
ایسا خراب خستہ ہے اپنا سماشرہ
چھینا گئے ہیں جملہ حقوق استری سے ہم
آنند پہ اور بڑائی پہ اپنی جو تھا غرور
کیا خاک میں ملا کہ ہٹے بے بسی سے ہم
اسلام ہم کو کھیل تھا مسلم حقیر تھے
پرماتما کا حکم اپنے آج انہی سے ہم
سکھوں میں بھی وہ آن پڑی ہے مغایرت
بیٹھے گئے جیسے ہائے لیے گھر کی لگی سے ہم
کیا ایشور کی کرپا غیروں پہ ہو گئی

تنگ آ گئے ہیں ایسے جواب زندگی سے ہم
بت ہارے اور جیتے محمد ہمارے شنی
برباد ہو گئے ہیں بڑی سادگی سے ہم
ہم نے بنائے سینکڑوں گو آج سومنات
بیٹھیں گے کیسے ؟ حال مگر غزنوی سے ہم

بھارت کو یورپ کا جواب

لطف اللہ خاں صاحب نظمی بھوپالی

بھارتی نیتا دل اپنا ہاتھوں سے تھامے ہوئے
یورپی ملکوں میں پھرتے ہیں صدا دیتے ہوئے
اے مہاپرشو! ہمارے حال پر کرپا کرو
ہاری بازی جیت لیں کوئی جتن ایسا کرو
کہتا جنرل چودھری کا تھا کہ جنگ آسان ہے
بہترین و بے مثال امریکی سب سامان ہے
ن پڑا گھمسان کا جب، رہ گئے ہم ہو کے دنگ
بگڑے حلیہ ہمارا، دیکھئے چہرے کا رنگ
بھاگ آئے ہیں کئی سیناپتی میدان سے
م کو آنا ہے لیدینا نام پاکستان سے

کیا بتائیں آج ہے کس قدر سے پال
کتنا کچھ ہم کو بجائے لینے کے دین
چین و انڈونیشیا ایران و ترکی کیا سبھی
طعنہ دیتے بزدلی کا ہیں اڑاتے ہیں ہنسی
ٹیکوں کے بدلے ٹانک چاہیئے اور زود اثر
سورماؤں کے ہارے اگھومنے پائیں نہ سر
یعنی ایسی نوش دارو دیجیے۔ ہمت بڑ
پارہ اُن کے حوصلے کا کچھ ذرا اوپر چڑھ
یورپی یہ کہتے ہیں، ہم بیچتے ہتھیار ہیں
لیجیے! حاضر یہ اعلیٰ قسم کے بم بار ہیں
ٹینک لیجے اور بکتر بند ہم سے گاڑیاں
حوصلہ ہمت دلیری کارخانوں میں کہاں
سن رکھو! اب یہ نہیں ہرگز تمہارے بس کا روگ
اور تمہاری جنگ لڑنے سے رہے یورپ کے لوگ
ہار آؤ اور پھر مٹنے سے پہلے بے وقار
ہاں لکھ کشمیر پر کشمیریوں کے اختیار

پیغامِ جہاد

جنابِ ساجد نظامی

چلو دلّی، چلو متھرا لئے اسلام کا پرچم
بڑھو پھر جانبِ پٹنہ لئے اسلام کا پرچم
فضا میں پرچمِ اسلام لہرانے کو اُٹھ جاؤ
دیارِ ہند پر ہر سمت چھا جانے کو اُٹھ جاؤ
چلو کشمیر سے وہ کلکتہ تم کو بلاتا ہے
کٹک نے بھی صدا دی ہے گیا تم کو بلاتا ہے
سنو یہ ساحلِ مدراس سے آواز آتی ہے
تمہاری عظمتِ احساس سے آواز آتی ہے
وہ چوپاٹی وہ جوہو کے نظاروں نے بلایا ہے
وہ مالابار کی دلکش بہاروں نے بلایا ہے
بنارس کی بھی دلکش صبح کا دلکش اشارا ہے
اودھ کی شام نے مخمور ہو کر پھر پکارا ہے
تمہاری عظمتیں بکھری پڑی ہیں ہند میں ہر سو
ہزاروں دولتیں بکھری پڑی ہیں ہند میں ہر سو
مجھے ہند الولی اجمیر کے خواجہ کا مژدہ ہے
تم آؤ فاتحانہ ہند میں قدرت کا منشا ہے

قسم اسلام کی تم کو قسم معبود کی تم کو
قسم قاسمؒ کی تم کو اور قسم محمودؒ کی تم کو
قسم مساجد کے بھی اذکار کی ہمیں دعاؤں کی
تمہارے واسطے سینے ہیں جو ہیں ان دعاؤں کی
یقیناً فتح پاؤ گے بنو گے ہند کے حاکم
خدا مالک ہے نعمت کا محمدؐ اس کے ہیں قاسم

رزمیہ غزل

حضرت واثق بخاری کرنالی

خائف نہیں حریف کی لشکر کشی سے ہم
ڈرتے نہیں خدا کے سوا اب کسی سے ہم
یہ مال و زر تو چیز ہے کیا قوم کے لئے
دے دیں گے سر بھی وقت پڑے پر خوشی سے ہم
ملتا رہا ہے ملتا رہے گا یقین ہے
جو کچھ بھی مانگتے ہیں خدا سے ابنیؐ سے ہم
دشمن زیادہ لاکھ ہوں کچھ اس کا غم نہیں
کیوں متفکر ہوں اپنی کمی سے ہم
یہ بات بدر کی نہیں ہے اب کی بات ہے
واثق جو فتح یاب ہوں فیض علیؓ سے ہم

ہم

(حضرت شکیل دہلوی)

طالب ہیں صلح و امن کے گو ہر کسی سے ہم
لیکن کوئی ستائے تو اٹھتے ہیں جی سے ہم
کیا اب بھی نام "لالی بہادر" ہے آپ کا
بس آپنا پوچھتے ہیں "شری شاستری" سے ہم
کیا جان کر نگاہ اٹھائی تھی اس طرف
کیوں جان لیں نہ ہند کے سینا پتی سے ہم
وہ تالیوں کی گونج ہیں کل تھے جو خندہ زن
اب روتے دیکھتے ہیں انہیں بیکسی سے ہم
سینچا ہے خون تازہ سے پھر گلشن وطن
آؤ شکیل کہہ دیں یہ اک اک کلی سے ہم

غازی یا شہید

(جناب امین لکھنوی)

اٹھ مجاہد! تجھے پھر جنگ کا پیغام آیا
کفر حملے کے لئے پھر سوئے اسلام آیا

ملک و ملت کے لئے جان ہے کیا مال ہے کیا
بات بن جائے گی ایسے ہیں جو تو کام آیا

سرخروئی ہے بہر شکل مقدر تیرا
غازیوں میں کہ شہیدوں میں تیرا نام آیا

زور شمشیر سے کشمیر تجھے لینا ہے
تیری منزل کے اب آغاز کا انجام آیا

صبر ایوبؑ کی حد ہو گئی تلوار اٹھا
نیزے سرحد سے گزر جانے کا ہنگام آیا

سر کچلنا ہے بہر حال تجھے دشمن کا
یا وہ رن کچھ کی طرف یا سوئے آسام آیا

عرصۂ جنگ میں تو زندہ ہے پائندہ ہے
اور بھارت کے لئے موت کا پیغام آیا

مچ گئی لشکر اعدا کی صفوں میں ہلچل
تو جو لہراتا ہوا رزم میں صمصام آیا

فتح ہوتی ہے سدا حق و صداقت کی امین
تیرے لب پر کلمہ یہ سحر و شام آیا

(پنجاب نیشنل پریس لاہور)